۹۶/۳۳۴ ۱۵/۲/۳۰ ارجنٹ

محترم جناب مفتی صاحب کیا فرماتے ہیں فقہائے کرام اور علمائے کرام بیچ اس مسئلہ کے کہ ① قبر کی کتنی اقسام ہیں اور ان میں مسنون قبر کونسی ہے، نیز ② میت کی تدفین کا شرعی طریقہ کیا ہے ③ میت کی نماز جنازہ کون پڑھا سکتا اور ④ قبر میں اتارنے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: شاہد احمد
0321-7053229

بواسطہ مفتی عبدالباری صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

① قبر کی دو قسمیں ہیں: i لحد (بغلی قبر) ii شق (صندوقی قبر)، ان میں سے بہتر ہے کہ لحد (بغلی قبر) بنائی جائے جس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے: زمین میں ایک گڑھا کھودا جائے جس کی لمبائی میت کے قد کے برابر، چوڑائی نصف قد کے برابر، اور گہرائی میت کے قد یا سینے تک کے برابر ہو ورنہ نصف قد سے کم نہ ہو۔ اس گہرائی سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ درندے وغیرہ قبر میں سوراخ کرکے میت کو نقصان نہ پہنچا سکیں، پھر اس گڑھے کے اندر قبلہ کی جانب بغل میں ایک گڑھا کھودا جائے، جس میں میت کو رکھا جائے۔

اس کے علاوہ اگر علاقہ ایسا ہو جہاں زمین نرم ہو یا سیلاب زدہ ہو، وہاں بغلی قبر نہ بن سکتی ہو تو اس علاقے میں دفنانے کے دو طریقے ہیں: i میت کو کسی تابوت میں رکھ کر اس گڑھے میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی جائے۔ ii شق (صندوقی قبر) بنائی جائے جس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے: سب سے پہلے زمین میں لمبا چوڑا گڑھا کھودا جائے۔ پھر اس کے درمیان میں ایک اور گڑھا کھودا جائے۔ جس کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی اتنی ہی ہو جو اوپر "لحد" کے بیان میں ذکر کی گئی۔

کما فی حاشیۃ ابن عابدین: (وحفر قبره) فی غیر دار (مقدار نصف قامة) فإن زاد فحسن (ویلحد ولا یشق) إلا فی أرض رخوة...... (ولا بأس باتخاذ تابوت) قوله: (مقدار نصف قامة إلخ) أو إلى حد الصدر، وإن زاد إلى مقدار قامة فهو أحسن كما في الذخيرة، فعلم أن الأدنى نصف القامة، والأعلى القامة، وهذا حد العمق، والمقصود منه المبالغة في منع الرائحة ونبش السباع...... وعرضه على قدر نصف طوله، (قوله: ویلحد) وصفته أن يحفر القبر ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيها الميت ويجعل ذلك كالبيت المسقف. حلية. (قوله: ولا یشق) وصفته أن يحفر في وسط القبر حفيرة فيوضع فيها الميت. حلية...... (ويلحد) لأنه السنة. (قوله: ولا بأس باتخاذ تابوت إلخ) أي يرخص ذلك عند الحاجة، وإلا كره...... ولكن ينبغي أن يفرش فيه التراب.

(کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی الدفن، ۳/۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، دار المعرفۃ، بیروت)

Scanned by CamScanner

(الفتاوی العالمگیریہ، کتاب الصلوۃ، الفصل السادس، ۱/ ۱۶۵، ۱۶۶، رشیدیہ)
(البدائع الصنائع: کتاب الصلوۃ، الکلام فی الدفن: ۲/ ۶۰، ۶۱، رشیدیہ)
(البحر الرائق: کتاب الصلاۃ، فصل السلطان احق بصلاتہ، ۲/ ۳۳۸، ۳۳۹، رشیدیہ)
(الفتح القدیر: کتاب الصلاۃ، فصل فی الدفن، ۲/ ۹۷، ۹۸، رشیدیہ)

۲، (۲) ———— میت کو قبر میں اتارنے کا مسنون طریقہ یہ ہے، میت کو قبر سے باہر قبلے کی جانب رکھا جائے، قبر میں ۲، ۳ یا ۴ جتنی ضرورت ہو اتنے افراد اتریں، میت کو اٹھا کر قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل کیا جائے۔ میت کے نیچے کوئی گدا، چٹائی یا روئی وغیرہ نہ بچھائی (بلکہ میت کو وہاں رکھے) اگر تابوت میں ہو تو اسمیں میت کے نیچے تھوڑی سی مٹی بچھانا بھی مسنون ہے۔ میت کو قبر میں اتارنے والے کیلئے یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ، وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، میت کو قبر میں قبلہ رو، کروٹ کے بل لٹا دیا جائے، اس کیلئے میت کو قبر کی دیوار کے ساتھ سہارا دیا جا سکتا ہے یا میت کے بائیں پہلو کے نیچے مٹی کے ڈھیلے یا کچی اینٹیں رکھی جا سکتی ہیں۔ میت کو سیدھا لٹا کر صرف منہ کو قبلہ رخ کر دینا کافی نہیں۔ جب میت کو قبر میں لٹا دیا جائے تو کفن کی گرہیں کھول دی جائیں۔ اس کے علاوہ میت اگر عورت ہو تو بہتر ہے کہ قبر میں اتارنے والے اس کے ذی رحم محرم (قریبی) رشتہ دار ہوں۔ اگر ایسا کوئی بھی نہ ہو تو کوئی اور بھی اتار سکتا ہے۔ اور عورت کی میت کو جب قبر میں اتارا جائے تو اس کے اوپر چادر تان لی جائے جو قبر بند ہونے تک اوپر تنی رہے۔ اور اگر دھوپ یا تیز بارش ہو تو مرد کے اوپر بھی چادر کی جا سکتی ہے۔
جب میت قبر میں رکھ دی جائے تو قبر کا منہ کچی اینٹوں، یا بوقت ضرورت لکڑی کے تختوں یا سلیب وغیرہ سے بند کر دیا جائے اور اوپر مٹی ڈالی جائے جس کی اونچائی ایک بالشت سے زیادہ نہ ہو، اور قبر کوہان نما بنائی جائے۔ اس پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں البتہ قبر پر بوقت دفن اذان دینا، پھول ڈالنا، عرق گلاب ڈالنا، اگربتی، دیا جلانا، قبر کو پختہ بنانا اور اس پر عمارت تعمیر کرنا ممنوع ہے۔ قبر پر بطور علامت کتبہ لگانا بشرطیکہ اس پر قرآنی آیات واشعار وغیرہ نہ ہو گا جائز ہے۔

ویستحب أن (یدخل من قبل القبلۃ) بأن یوضع من جہتہا ثم یحمل فیلحد (و) أن (یقول واضعہ: بسم اللہ، وباللہ، وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وجوبا، وینبغی کونہ علی شقہ الأیمن ...... (وتحل العقدۃ) للاستغناء عنہا (ویسوی اللبن علیہ والقصب لا الآجر) المطبوخ والخشب لو حولہ، أما فوقہ فلا یکرہ ...... (ویسجی) أی: یغطی (قبرہا) ولو خنثی (لا قبرہ) إلا لعذر کمطر ویہال التراب علیہ (ولا بأس برش الماء علیہ) ...... (ویسنم) ندبا ...... قدر شبر (ولا یجصص) للنہی عنہ

ولا يطين، ولا يرفع عليه بناء...... (قوله: لا بأس بالكتابة إلخ) حتى أنه يكره كتابة
شيء عليه من القرآن أو الشعر...... (ولا يجوز أن يوضع فيه مضربة) وما روي عن
علي فغير مشهور لا يؤخذ به ظهيرية...... ولا يضر كون الداخل في القبر وترا أو شفعاً.

(الدر مع الرد: كتاب الصلوٰة، باب صلوٰة الجنائز، فصل فی دفن الميت، ٣/ ١٦٦ - ١٧٠، دار المعرفة، بيروت)

(بدائع الصنائع: كتاب الصلوٰة، الكلام في الدفن، ٢/ ٦١ - ٦٥، دار الاحياء، بيروت)

(فتاوى هنديه: كتاب الصلوٰة، الفصل السادس فی الدفن، ١/ ١٦٥ - ١٦٧، رشيديه)

(حاشية الطحطاوي على المراقي الفلاح: باب الجنائز، ص ٦٠٨ - ٦١٢، قديمی)

(البحر الرائق: كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ٢/ ٣٣٩ - ٣٤١، رشيديه)

(فتح القدير: كتاب الصلاة، فصل في الدفن، ٢/ ٩٩ - ١٠١، رشيديه كوئٹه)

(حلبي كبير: فصل في الجنائز، الفصل السادس، ٥٩٦ - ٥٩٩، سهيل)

---

③ نمازِ جنازہ پڑھانے کی ترتیب یہ ہے۔ اگر مسلمانوں کا امیر المؤمنین، خلیفہ یا بادشاہِ وقت ہو تو نمازِ جنازہ وہی پڑھائے گا۔ اگر وہ نہ ہو تو اس کا نائب، اگر وہ بھی نہ ہو تو قاضی، اور اگر وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب، اگر وہ بھی نہ ہو تو محلے کی مسجد کا امام، ان میں بھی اگر ایک جامع مسجد ہو اور دوسری عام مسجد، تو جامع مسجد کا امام، پھر اس کی عدم موجودگی میں محلے کی مسجد کا امام نمازِ جنازہ پڑھائے گا۔ ہاں اگر میت کا ولی امام مسجد سے افضل ہے تو ولی نمازِ جنازہ پڑھائے گا، ورنہ امام مسجد کو مقدم کرنا مستحب ہے۔

پھر اولیاء میں سے کون مقدم ہے اور کون مؤخر؟ اس میں وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ولی بننے کی ترتیب ہے سوائے باپ اور بیٹے کے، یعنی نکاح میں بیٹا مقدم ہے اور جنازے میں باپ، پھر بیٹے، پھر بھائی اور پھر چچا وغیرہ۔ باپ اور بیٹے میں اگر بیٹا عالم ہو تو اس کو مقدم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ولی کو اختیار ہے جس کو بھی نمازِ جنازہ پڑھانے کیلئے آگے کر دے۔

.... جاری ہے

فيتقدم الخليفة إن حضر ثم نائب المصر ثم القاضي ......

ثم خليفة القاضي ...... ثم امام الحي ثم الولي وله أن يأذن لغيره ......

انما يستحب تقديم امام مسجد حيه على الولي اذا كان افضل من الولي ......

(قوله: ثم الولي) لأنه اقرب الناس إليه والولاية له في الحقيقة كما في غسله

وتكفينه. وانما يتقدم السلطان عليه إذا حضر كيلا يكون ازدراء به. ثم

الترتيب في الأولياء كترتيب العصبات في الإنكاح.

(البحر الرائق: كتاب الصلوة، فصل السلطان احق بصلاته ج٢/ ٣١٣، ٣١٦، ٣١٧، رشيديه)

(الدر مع الرد: كتاب الصلوة، مطلب في بيان من هو احق بالصلوة ٣/ ١٢٩، ١٣٠، رشيديه) مخوط

والله اعلم بالصواب

كتبه: محمد راشد ڈسکوی

المتخصص في الفقه الاسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

١١ / ٢ / ١٤٣٠هجـ

الجواب صحيح

[illegible] عفي عنه

١٣/٢/٣٠ھ

الجواب صحيح

١٢/ ٢/ ١٤٣٠ھ

جامعة فاروقية كراتشي
دار الإفتاء
[illegible]